مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سیاسی نظریات پر ایک ناقدانہ نظر

مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ
مولانا پیر محمود احمد قادری

معہ

تنقیدات و تعاقبات

مرتبہ
گرامی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے۔ پی ایچ ڈی
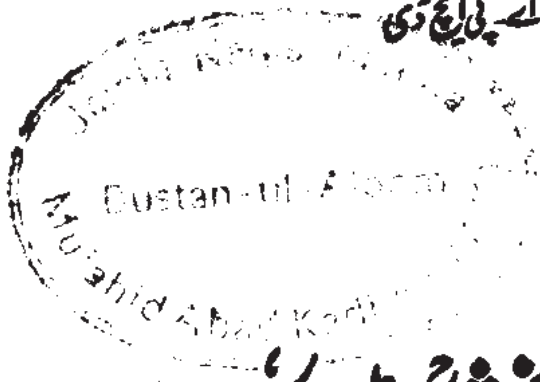
مکتبہ نبویہ ۰ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ـــــــــ تنقیدات و تعاقبات معہ مکتوبات امام احمد رضا بریلوی
مرتب تنقیدات و تعاقبات ـــــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے پی ایچ ڈی
مرتب مکتوبات ـــــــــ الشاہ پیر محمود احمد صاحب قادری
موضوع ـــــــــ تنقیدات و تنقیحات
حسب فرمائش ـــــــــ حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ صاحب
امرتسری بانی مجلس رضا
سال طباعت ـــــــــ ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ
طابع ـــــــــ
ناشر ـــــــــ مکتبہ نبویہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور
قیمت ـــــــــ ۴۸/ روپے

کے ہاتھ میں ہو" لے

امام احمد رضا نے ہندو رہنماؤں کے ان پوشیدہ عزائم کو بھانپ لیا تھا چنانچہ انہوں نے مسٹر گاندھی کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا :

گاندھی گفتا بدوک انگریز کشی
از رشتہ خام چوں کمندش بکشی
لہنگا می پوش و رسیماں می ریس
از ہند بدر کنی نصاریٰ بخوشی ؎

ترجمہ : گاندھی کہتا ہے کہ تو تکلے سے انگریز کو ہلاک کرے گا ۔ اور تو اسے کمند کی طرح کچے دھاگے سے کھینچ لے گا ۔ ـــــــ وہ کہتا ہے کہ لہنگا پہنو اور چرخہ کاتو (یعنی ہندو تہذیب وتمدن اختیار کرو ۔) پھر بے شک انگریز کو ہندوستان سے نکال دو گے ۔"

کفر و اسلام کا اختلاط

۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء اور اس کے بعد ہندی اور اسلامی تہذیب کی آمیزش کے جو نظارے سامنے آئے ان کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں ، ان سے اندازہ ہو گا کہ اگر امام احمد رضا پنی پوری قوت سے اس سیلاب عظیم کو مزاحمت نہ فرماتے تو آج اسلام کی صورت دیکھنے کو برصغیر کے مسلمان ترس رہے ہوتے ۔

یہ جھلکیاں ملاحظہ ہوں :۔

لے طلوع اسلام : (دہلی) دسمبر ۱۹۳۸ء (بحوالہ محمد صادق قصوری ، اکابر تحریک پاکستان ، مطبوعہ لاہور ، ۱۹۷۶ء ، ص ۱۲

ؔ محمد مصطفیٰ رضا خاں : الطاری الداری ، ج ۳ ، ص ۹۵

۱- "خلافت کمیٹی کے والنٹیر بمبئی میں سرِ بازار اللہ اکبر کے ساتھ گاندھی کی جے، تلک کی جے، گئو ماتا کی جے، پکارتے تھے جس پر ہزاروں مسلمان شاہد ہیں۔" [۱]

•

۲- بریلی میں مسٹر گاندھی کی آمد پر مولانا شوکت علی اور دوسرے مسلم لیڈروں کے سامنے مسٹر گاندھی کی مدح جو خیر مقدمی قصیدہ پڑھا گیا۔ اس میں ایک مصرعہ بھی تھا۔ ع

جھکاتے جن کے آگے ہیں ملائک سر، وہ آتے ہیں

سب نے سنا اور خاموش رہے۔ [۲]

•

۳- آرہ میں ایک پنڈت نے قرآن، رامائن اور انجیل کا ایک ساتھ جلوس نکالا اور تینوں کو مندر میں رکھ کر پوجا کی، مسلمان بھی اس میں شریک ہوئے۔ [۳]

•

۴- میرٹھ میں پنڈت سیتا رام، صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں مولانا شوکت علی کو پنڈت شوکت علی اور مولانا محمد علی کو لالہ محمد علی، کے خطابات سے نوازا۔" [۴]

کفر و اسلام کی اس آمیزش بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی تضحیک کو ایک حساس مسلمان کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ چنانچہ امام احمد رضا نے سخت ردِ عمل کا اظہار کیا اور مندرجہ ذیل رباعیاں پیش کیں:۔

۱- جمیل الرحمٰن: تحقیقات قادریہ، ص ۳۰

۲- ایضاً، ص ۳۵ ملخصاً

۳- ایضاً، ص ۳۷ ملخصاً (بحوالہ استفتاء مرسلہ محبوب علی از آرہ محررہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ)

۴- اخبار مدینہ (بجنور) یکم فروری ۱۹۲۰ء

ے پا بر دم دینی و بدل کفر داد

خلطِ اسلام و کفر رائج نہ شود

پا برکش و از خلط جدا شو کہ توئی

خود گاندھی و گاندھی ز تو برتر نہ بود [1]

ترجمہ : بظاہر تو دین پر قائم ہے مگر دل میں کفر بھرا ہے —— کفر و اسلام کی ملاوٹ نہیں چل سکتی —— تو اس دلدل سے اپنا پیر نکال اور اس ملاوٹ سے باز آجا۔ حقیقت یہ ہے کہ تو خود گاندھی ہے اور گاندھی تجھ سے بڑھ کر نہیں ہے (یعنی سیاست ہند میں اس وقت مولانا عبدالباری سے گاندھی کو بلا کی تقویت مل رہی ہے)

ے ملحد در اسم رب ، اگر رام خدا است

پنڈت چو تو مولوی و عظ تو کتھا است

مسجد ، مدارس ، پاٹ شالا ، مندر

مرگھٹ ، درگہ ۔ مزار آبات چتا ست [2]

ترجمہ : اگر تمہارا یہ حال ہے کہ رام ، خدا ہے —— "پنڈت" تیری طرح "مولوی" ہے "مسجد" ، "مندر" ہے —— "پاٹ شالا" ، مدارس ہیں —— "درگاہ" "مرگھٹ" ہے —— اور تمہارے آباؤ اجداد کے مزارات "چتا" ہیں —— تو پھر تم ملحد ہو۔

الغرض امام احمد رضا نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں پاک و ہند کے سیاسی افق پر طلوع ہونے والی سیاسی تحریکوں کا بغور مطالعہ کیا اور اسلام و ملتِ اسلامیہ پر اسکے

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں : الطاری الداری ، ج ۳ ، ص ۹۰

[2] ایضاً ، ص ۹۸

مضر اثرات کا جائزہ لیا، پھر پوری قوت کے ساتھ ان تحریکوں کے اسلام دشمن جراثیم کا خاتمہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھی —— علماء اور افرادِ ملت نے جو انفرادی اور اجتماعی بے راہ روی اختیار کی تھی اُس پر ان کو سخت تنبیہ کی اور سیدھا راستہ دکھایا —— وہ جذباتی دور تھا، پہلے تو بعض حضرات نے یہی خیال کیا کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے غلط ہے مگر جب مطلع صاف ہوا اور تاریخ نے خود امام احمد رضا کے حق میں فیصلہ دیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ اُنہوں نے کہا تھا، حق تھا۔

علمائے کرام پر آپ کی صدارت[1] چاہوں۔

(۱۲) ان علماء مصادیق اضلہ اللہ علی علم پر آپ کی صدارت کی وجہ خود اس میں عرض کر دی تھی کہ یہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر ان کا سافتنہ وصدمہ نہ ہوگا یعنی شر اھون من شر۔

(۱۳) یہ بھی غلط ہے کہ باوجود کافر اور منافق جاننے کے منافق کا حال اور پر معلوم ہو لیا اور کفریت قول کا فریت قائل نہیں، آپ کا فرق نہ کرنا عجیب۔

(۱۴) ایسے علماء کو سوادِ اعظم اور ان کے مخالف کو شذ فی النار کا مصداق بنانا خود غلو فی الدین وافتراء علی الدین ہے۔

(۱۵) بفرض باطل اگر وہ مجمع سُنّی بھی ہوتا تو مشرکین سے وداد واتحاد حمایت میں ان پر اعتماد ان سے استعانت واستمداد ان کی غلامی وانقیاد جو یہ مجمع کرتا اور عوام سے کرا رہا ہے اس کے بعد سُنّی نہ رہتا ولو اعجبک کثرۃ الخبیث، کیا ان کفریات و ضلالات ومحرمات میں اتباع فرض ہے اور مخالف فی النار، حاشا بلکہ شرعاً وہی اور ان کا متبع شذ فی النار کا سزاوار۔

(۱۶) بفرضِ باطل اگر وہ مجمع سُنّی ہی رہتا، جن میں اکثر مجاہیل وناقصین وقاصرین ہیں تو آج کل کے ہندیوں کا قول وعمل حجتِ شرعیہ ہونا اور وہ بھی ایسی کہ مخالف جہنمی یہ شریعت

---

[1] ہندوستان میں علماء کی تنظیم جمعیۃ علمائے ہند کے بانی حضرت مولانا عبد الباری صاحب تھے اور وہی اس کے مستقل صدر بھی تھے بعد میں دیوبندی علماء نے اپنی دسیسہ کاریوں سے اس پر غلبہ کر لیا اور جمعیت پوری طرح ان کے قبضہ میں چلی گئی، اس کے بعد اس کے متوازی جمعیت قائم کی گئی جس کے صدر مولانا محمد علی جوہر مرحوم مقرر ہوئے، اس کا پہلا اجلاس امروہہ میں ہوا۔ مولانا عبد الماجد بدایونی اور مولانا قطب میاں فرنگی محلی اس میں پیش پیش تھے۔